تصوف کے مورخ- ابو عبدالرحمن السلمی

07/05/20 ڈاکٹر مفتی محمد مشتاق تجاروی

ذکرالنسوۃالمتعبدات الصوفیات کے مصنف کا پورانا محمد بن الحسین بن محمد بن موسیٰ،ابو عبدالرحمن السلمی،الازدی تھا۔نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ان کے والد قبیلہ بنی ازد سے تھے اوران کی والدہ کا تعلق بنو سلیم سے تھا۔اس زمانے میں نیشاپور کے اندر بنو سلیم انتہائی معزز خاندان مانا جاتا تھا۔بنو سلیم کے لوگ دولت وسیادت اور علم وفضل ہر اعتبار سے صاحب حیثیت تھے۔ایک زمانہ میں وہ نیشا پور کے حاکم بھی رہ چکے تھے۔ابو عبدالرحمن کے نانا ابو عمرو بن نجید بڑے عالم اور صوفی تھے۔انھوں نے ہی ابو عبدالرحمن کی پرورش کی تھی۔اس لیے باپ کی نسبت الازدی کے مقابلے میں نانا کی نسبت السلمی سے زیادہ مشہور ہوئے۔

ابوعبدالرحمن السلمی کے والد بھی بڑے عالم اور زاہد وصوفی تھے۔ان کے بارے میں امام حاکم نے تاریخ نیشاپور میں لکھا ہے کہ : قلمارائت فی اصحاب المعاملات مثلہ۔(میں نے اصحاب معاملات میں ان جیسا کوئی دوسرا نہیں دیکھا (1)

(2) علامہ جامی نے ان کا مستقل تذکرہ لکھا ہے اوران کی بڑی تعریف کی ہے۔

وہ عبداللہ المنازل اور ابو علی الثقفی کی صحبت میں رہے۔انھوں نے شبلی کو دیکھا تھا،انہوں نے صوفیہ سے متعلق کچھ چیزیں بھی تحریر کی تھیں لیکن اب ان کی کسی تحریر کا سراغ نہیں ملتا۔کہیں کہیں خود ابو عبدالرحمن ان کے حوالے دیتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کی تحریر میں ایسا لکھا دیکھا(3)ان کے والد کی وفات 348ھ مطابق 959ء میں ہوئی۔

ابو عبدالرحمن سلمی کی والدہ بھی ایک صاحب ذکر اور فاضلہ خاتون تھیں اور ان کے والد ابو عمرو بن نجید کی تربیت و صحبت اور صوفی منش شوہر کی رفاقت نے ان کے ذاتی خصائل کی مزید پرورش کی ہو گی۔ ان کے بارے میں تفصیلات کم ملتی ہیں، ان کی ایک نصیحت خود ابو عبدالرحمن نے روایت کی ہے، اس سے ان کے ذوق و مزاج کا پتہ چلتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ جب شیخ ابوالقاسم النصر آبادی نے حج کا ارادہ کیا تو ان کے ساتھ السلمی نے بھی اپنی والدہ سے حج پر جانے کی اجازت مانگی۔ والدہ نے اجازت بھی دی اور یہ نصیحتبھی کی : توجھت الی بیت اللہ فلا یکتبن علیک حافظاک شیئا تستحی منہ غداً (4) (تم بیت اللہ کی زیارت کے لیے جا رہے ہو۔ اس کا دھیان رکھنا کہ فرشتے تمھاری کسی ایسی بات کو نہ لکھنے پائیں، جس کی وجہ سے تم کو کل شرمندہ ہونا پڑے) شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں بھی ضمناًاُن کا ذکر کیا ہے۔ ان کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ ان سے ان کے مزاج و رجحان کا اندازہ ہوتا ہے۔

ولادت

ابو عبدالرحمن سلمی بروز منگل، 10 جمادی الآخرہ 325ھ مطابق 52 اپریل 937ء کو نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ (5) ان کے والد جن (6) کا ذکر اوپر آیا بہت امیر نہ تھے۔ لیکن بیٹے کی ولادت کی خوشی میں انھوں نے اپنا تمام اثاثہ بیچ کر صدقہ کر دیا۔

ابو عبدالرحمن السلمی کے ایک شاگرد اور جلیل القدر صوفی محمد بن علی الخشاب نے اپنے شیخ کی سوانح حیات لکھی تھی۔ وہ کتاب تو ضائع ہو گئی، لیکن امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء اور تاریخ الاسلام میں اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔ اس لیے یہ دونوں کتابیں سلمی کے حالات کے لیے بڑی حد تک مستند مراجع ہیں۔ ذہبی نے عبدالفاخر بن اسماعیل الفارسی کی کتاب 'سیاق التاریخ' کو بھی بطور مرجع استعمال کیا ہے۔ اس کتاب میں سلمی کا سنہ ولادت 330ھ/941ء لکھا ہے۔ لیکن السلمی کے شاگرد محمد بن علی الخشاب کی تحریر کردہ تاریخ جو اوپر مذکور ہے وہ زیادہ معتبر ہے اور امام ذہبی نے ان کی رائے نقل کرنے کے بعد اس کے حق میں دلائل بھی دیے ہیں۔ ذہبی

کی ایک دلیل یہ ہے کہ 333ھ/944ء میں ابوعبدالرحمن نے ابو بکر الضبعی سے حدیث لکھنی شروع کی تھی۔(7) اس لیے اس وقت ان کی عمر کم از کم 7 یا 8 سال ہو گی جو بالعموم تعلیم کے آغاز کا سن ہوتا ہے۔ 3 سال نہیں ہو گی کہ اس عمر کے بچے سے حدیث نقل کرنا متصور نہیں ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ ابوعبدالرحمن کی ولادت مکی بن عبداللہ کی وفات کے 4 دن بعد ہوئی تھی اور مکی بن عبدالرحمن کا انتقال 6 جمادی الآخر 325 مطابق 21 اپریل 937ء میں ہوا تھا(8) اس لیے چار دن بعد 01 جمادی الآخر 325 مطابق 25 اپریل 937ء میں ان کی ولادت زیادہ قرین قیاس ہے۔

تعلیم وتربیت

ابوعبدالرحمن السلمی کا گھریلو ماحول علمی و دینی تھا۔ چنانچہ بالکل ابتداء میں ہی ان کی تعلیم و تربیت کا آغاز ہو گیا۔ جب ان کی عمر صرف 7 یا 8 سال تھی اس وقت سے انھوں نے حدیث لکھنی شروع کی۔ نیشاپور کے جید عالم ابو بکر الضبعی کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیا(9) اور یہاں سے تعلیم کی تکمیل کے بعد بلاد اسلامیہ کا سفر کیا اور عراق، بغداد، رے، ہمدان، مرو، حجاز وغیرہ کے مشائخ سے حدیث، فقہ (10) اور تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ خطیب نے بغداد کے متعدد اسفار کا تذکرہ کیا ہے۔

اساتذہ

سلمیٰ نے بلاد اسلامیہ کے اپنے علمی سفر میں بے شمار علمائےسے استفادہ کیا۔ خاص طور پر تصوف اور حدیث کے ائمہ سے انھوں نے زیادہ استفادہ کیا۔ ان کے اساتذہ میں سب سے مشہور شخصیت امام دار قطنی کی ہے۔ جو حدیث کے جلیل القدر امام تھے۔ ان کی کتاب سنن دار قطنی صحاح ستہ کے بعد حدیث کی سب سے معتبر کتاب مانی جاتی ہے۔ السلمی نے ان سے طویل عرصے تک استفادہ کیا اور جرح و

تعدیل رواۃ کے موضوع پر ایک کتاب لکھی۔ اس کتاب میں انہوں نے صرف امام دار قطنی کے اقوال جمع کیے ہیں۔ چونکہ یہ کتاب سوالات وجوابات کی شکل میں ہے، اس لیے اس کا نام ہی 'کتاب السوالات' ہے۔ دار قطنی کے علاوہ ابو نصر السّراج جن کی کتاب اللمع فی التصوف تصوف کی سب سے پہلی باضابطہ تصنیف مانی جاتی ہے، وہ بھی ان کے اساتذہ میں ہیں۔ ان کے علاوہ ابو القاسم النصر آبادی احمد بن علی بن شاذان ابن حسنویہ، حلیۃ الاولیاء کے مصنف ابو نعیم اصفہانی، ابو بکر القفال شاشی، ابو عبداللہ محمد بن یعقوب الشیبانی اور بہت فنسے اساتذہ سے انھوں نے اکتساب فیض کیا۔

نور الدین شریبہ نے السلمی کے 28 اساتذہ کا تذکرہ کیا ہے(11) لیکن سلمی کی مختلف کتابوں میں جو روایات ہیں، ان میں کم و بیش سو اساتذہ کا تو یقیناً تذکرہ مل جائے گا۔

السلمیٰ نے ابو القاسم نصر آبادی کے ساتھ بہت وقت گزارا۔ سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہے۔ انھوں نے ابو القاسم کے بارے میں لکھا ہے کہ جب بھی ہم کسی نئے شہر میں پہنچتے تو ابو القاسم مجھ سے کہتے چلو یہاں چل کر حدیث سنتے ہیں (12)۔

تلامذہ

السلمی کے تلامذہ کی تعداد بھی بہت ہے ان کے بعض تلامذہ کو تو شہرت لازوال حاصل ہوئی۔ وہ اپنے اپنے علم و فن کے میدان میں امام تسلیم کیے گئے۔ ان کے تلامذہ میں حدیث کے مشہور امام امام بیہقی بھی ہیں۔ ان کے علاوہ تصوف کے امام امام ابو القاسم عبد الکریم بن ھوازن القشیری بھی ان کے شاگرد ہیں۔ امام ابو المعالی جوینی نیشاپوری بھی ان کے شاگرد ہیں۔ تصوف کے جلیل القدر امام شاہ ابو سعید ابو الخیر بھی ان کے شاگرد ہیں۔ مستدرک علی الصحیحین کے مصنف امام حاکم اصلاً تو ان کے ساتھی ہیں، لیکن تاریخ نیشاپور میں انھوں

نے السلمی سے روایات لی ہیں۔اس لیے ان کو بھی ان کے تلامذہ میں شمار کیا جاتا ہے۔نور الدین شریبہ نے اور بھی بعض اصحاب کا تعارف کرایا ہے، جنھوں نے السلمی سے روایات لی ہیں اس طرح وہ ان کے حلقہ تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

سلمی کا مقام و مرتبہ

امام ابو عبدالرحمن السلمی تفسیر اور تصوف کے بڑے امام تھے۔اگرچہ ان کے زمانے میں متداول دیگر علوم پر بھی اچھی نظر تھی لیکن ان کو زیادہ شہرت انھی دو علوم کی وجہ سے ملی اور ان کی اکثر تصانیف بھی تصوف سے ہی متعلق ہیں۔ سلمی کے بارے میں ان کے معاصرین اور تلامذہ نے جو کچھ لکھا ہے اور بعد کے علماء میں جس طرح ان کے علوم اور ان کی کتابوں کو مقبولیت ملی ہے، اس سے ان کے علمی مقام اور مرتبے کا اندازہ ہوتا ہے۔السلمی کے ایک معاصر اور استاد اور اپنے وقت کے جید عالم ابو نعیم اصفہانی نے ان کے بارے میں لکھا ہے:

”سلمیٰ ان لوگوں میں سے تھے جن کو صوفیہ کے مذہب میں کامل درک حاصل تھا اور انھوں نے تصوف کو اسلاف اولین کے اقوال کی روشنی میں بیان کیا۔ان کے طریقے کا اتباع کیا اور ان کے آثار و کتب سے وابستہ رہے جاہل اور نفس پرست صوفیہ نے تصوف میں جو اضافہ کیے ہیں وہ ان سے دور تھے اور ان پر تنقید بھی کرتے تھے۔اس لیے کہ ان کی نظر میں تصوف کی حقیقت اتباع رسول ﷺ میں مضمر تھی۔“ (13)

خطیب بغدادی نے لکھا ہے:

ابو عبدالرحمن کا مقام و مرتبہ ان کے اہل شہر میں بہت بلند تھا اور صوفیہ کے درمیان ان کی بڑی حیثیت تھی۔ ساتھ ہی وہ حدیث کے "
بھی عالم تھے۔ انھوں نے مشائخ حدیث سے روایات جمع کیں اور کتابیں لکھیں۔ نیشاپور میں ان کا ایک دائرہ [خانقاہ] اب بھی ہے جس
میں صوفیہ رہتے ہیں، میں خود وہاں گیا تھا اسی دائرہ میں ان کی قبر ہے میں نے قبر کی زیارت بھی کی۔ (14)

:امام ذہبی نے لکھا ہے

سلمی خاص و عام، موافق و مخالف، حکمراں و رعایا، سب کے درمیان اور ان کے اپنے شہر میں اور بلاد اسلامیہ کے ہر شہر میں یکساں "
مقبول تھے اور اسی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔" (15)

:حافظ عبدالغافر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے

ابو عبدالرحمن اپنے عہد میں طریقہ تصوف کے شیخ تھے۔ ان کو تمام علوم کے حقائق اور طریقہ تصوف کی معرفت حاصل تھی۔ "
انھوں نے فن تصوف میں بڑی نادر کتابیں لکھیں اور انھوں نے ایسا کتب خانہ تشکیل دیا کہ ان سے قبل کوئی بھی ایسا کتب خانہ تیار
نہ کر سکا۔" (16)

السلمی پر تنقید

السلمی کے بارے میں ان کے بعض معاصرین اور خاص طور پر محدثین نے تنقید کی ہے۔ محمد بن یوسف النیشاپوری القطان کہتے ہیں کہ ابوعبدالرحمن غیر ثقہ ہیں۔انھوں نے اصم سے صرف چند باتیں ہی سنی تھیں لیکن امام حاکم ابوعبداللہ بن ربیع کی وفات کے بعد تاریخ یحییٰ بن معین کی مدد سے اصم کی روایات بیان کرنے لگے اور ان کے سوا بھی بہت سی باتیں بیان کرنے لگے اور وہ صوفیہ کے لیے حدیثیں وضع کیا کرتے تھے۔ (17)

(18) شذرات الذہب میں بھی یہی بات اختصار کے ساتھ آئی ہے۔

ذہبی نے بھی ان کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگرچہ امام بیہقی، قاسم بن الفضل الثقفی اور محمد بن یحییٰ المزکی نے ان سے روایات لی ہیں، لیکن حدیث کے معاملے میں وہ ضعیف ہیں۔(19) لیکن امام ذہبی نے ان کا دفاع بھی کیا ہے اور محمد بن یوسف القطان کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے اور لکھا ہے کہ السلمی نے سوالات دارقطنی لکھی ہے جس میں رواۃ اور مشائخ کے بارے میں ماہرانہ سوالات کیے ہیں۔(20) لیکن ساتھ ہی ذہبی اس کا بھی اعتراف کیا ہے کہ السلمی کی کتابوں میں موضوع روایات وقصص ہیں۔البتہ ایک موقع پر یہ بھی لکھا ہے کہ السلمیٰ جھوٹی روایات خود بیان نہیں کرتے بلکہ محمد بن عبداللہ الرازی الصوفی وغیرہ سے روایات لیتے ہیں جو باطل ہیں۔ (21)

السلمیٰ پر دوسری تنقید ان کی تفسیر کے حوالے سے کی جاتی ہے۔ذہبی نے حدیث کے معاملے میں یک گونہ سلمی کی حمایت کی ہے۔ لیکن تفسیر کے سلسلے میں لکھا ہے کہ اس میں کوئی بات درست نہیں ہے اور بعض ائمہ نے اس کو زندقہ کہا ہے۔اگرچہ بعض نے اس کو حقیقت ومعرفت سے بھی تعبیر کیا ہے۔امام ابوالحسن الواحدی جو خود بھی بڑے مفسر قرآن ہیں، وہ ان کی تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں:

(فان اعتقد ان ذلک تفسیر فقد کفر۔''(22)۔(اگر یہ ان کا اعتقاد بھی ہے کہ یہ تفسیر ہے تو انہوں نے کفر کیا''

امام واحدی کی تنقید خاصی مبالغہ آمیز ہے۔ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ لطائف الاشارات میں مذکور تفسیری آرا اول تو السلمی کی نہیں ہیں، بلکہ وہ دیگر صوفیہ کی آرا ہیں۔ السلمیٰ نے ان کو جمع کر دیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں کفریہ کوئی بات نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ تفسیر بالرائے ہے۔

لطائف الاشارات پر علما نے سخت تنقید کی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ ہر زمانے میں علما کی ایک جماعت نے اس تفسیر کو قبولیت کی نظر سے بھی دیکھا ہے اور بڑے اہتمام سے اس کے مطالعے کی روایت رہی ہے۔ مصنف کی حیات میں ہی بغداد و مصر میں اس کا باضابطہ سماع ہوتا تھا۔ کئی دوسرے علما اور بعض امرا نے اس کتاب کے نسخے تیار کروائے اور مصنف کو انعام واکرام سے بھی نوازا۔ مصنف کی وفات کے بعد بھی یہ تفسیر لوگوں کے درمیان متداول رہی۔ نور الدین شربیہ نے اس کو ایڈٹ کر کے شائع بھی کیا ہے۔

السلمی پر تنقید کے حوالے سے آخری بات یہ ہے کہ ان پر حدیث وضع کرنے کا الزام محمد بن یوسف القطان نے لگایا ہے اور لیکن ان کا الزام بھی مبہم ہے۔ ان کی تنقید ہے ''وکان یضع للصوفیہ احادیث'' اس طرح کی مبہم تنقید کسی کو متہم کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اس لیے خطیب بغدادی جنھوں نے یہ تنقید سب سے پہلے نقل کی ہے، انھوں نے بھی کہا ہے وقد کان مع ذلک صاحب حدیث مجوداً۔ (23)اور طبقات الشافعیہ کے مصنف نے لکھا ہے وابو عبد الرحمن ثقہ ولا عبرۃ بہذا الکلام (اور ابو عبد الرحمن ثقہ ہیں اور اس قول (قطان کے قول) کا کوئی اعتبار نہیں۔ (24)

القطان نے السلمی پر دوسرا یہ لگایا ہے کہ وہ امام حاکم کی وفات کے بعد یحییٰ بن معین کی تاریخ سے اصم کی روایات بیان کرنے لگے۔ (25)امام حاکم کا انتقال 405ھ میں ہوا۔اس وقت ابو عبدالرحمن السلمی کی عمر 80 سال تھی۔ کیا یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ ایک شخص ساری زندگی زہد و تقویٰ کی زندگی گزارتا رہے اور بڑھاپے میں ایک معمولی بات کے ذریعے اپنے تمام نامہ اعمال کو سیاہ کرلے۔اس لیے بظاہر السلمی کو وضع حدیث سے متہم کرنے یا ور سرے اعتراض سے متہم کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔

تصانیف

ابو عبدالرحمن کے والد بہت کشادہ حال نہیں تھے۔ لیکن ان کے نانا ابو عمر دین تجبد امیر آدمی تھے اور ابو عبدالرحمن کی پرورش دراصل ان کے نانا نے کی اور سوائے ابو عبدالرحمن کی والدہ کے ان کے نانا کا کوئی اور وارث نہیں تھا۔اس لیے ان کی وفات کے بعد ان کے وارث ابو عبدالرحمن ہی ہوئے۔ابو عمر دین تجدبد کے اثاثے کا تخمینہ تین ہزار دینار لگایا گیا ہے۔(26)ابو عبدالرحمن نے اس اثاثے کو علم کی خدمت کے لیے وقف کیے رکھا۔انھوں نے اپنی بڑی لائبریری مرتب کی تھی۔ذہبی نے لکھا ہے کہ ایسا کتب خانہ ان سے قبل کسی نے جمع نہیں کیا(27)السلمی نے 355ھ کے قریب تصنیف و تالیف کا آغاز کیا اور سات سو اجزا لکھے اور تین سو اجزا احادیث نبوی (29) کے لکھے۔ان کی تصانیف بہت مقبول تھیں۔(28)السلمی چالیس سال سے زیادہ تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔

السلمی کی تصانیف کی تعداد مختلف لوگوں نے مختلف لکھی ہے۔عام طور پر سو کتاب ہونے کا تذکرہ اکثر مورخین نے کیا ہے۔ابن العماد نے بھی ان کی تصنیفات کی تعداد سو لکھی ہے۔(30)تاریخ الاسلام میں ذہبی نے سو سے زیادہ تعداد لکھی ہے۔

السلمی کی تصانیف ان کی زندگی میں ہی بہت مقبول ہوگئی تھیں۔ان کی تفسیر کو لوگ باضابطہ منبر قائم کر کے سنا کرتے تھے۔ذہبی نے لکھا ہے:

”ان کی تصنیفات بہت مقبول تھیں اور لوگ ان کو بہت پسند کرتے تھے اور بڑی گراں قیمت پر خریدتے تھے اور ان سے ان کی تصنیفات روایت کرتے تھے۔“ (31)

ابو عبدالرحمن سلمی نے تفسیر، تصوف اور اسماء الرجال میں متعدد کتابیں لکھیں۔فواد سیزگین نے ان کی حسب ذیل کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔

1- حقائق التفسیر

2- طبقات الصوفیہ: یہ تصوف کی اہم ترین کتابوں میں سے ہے۔شیخ الاسلام عبداللہ انصاری نے اس کا آزاد فارسی ترجمہ اور اس پر اضافے کیے ہیں یہ ترجمہبھی طبقات الصوفیہ نام سے شائع ہوا ہے۔

3- مناھج العارفین۔یہی کتاب سلوک مناھج العارفین کے نام سے بھی ملتی ہے۔

4- جوامع آداب الصوفیہ۔

عیوب النفس و مداواتھا۔ ابن زروق البر نسی نے اس کی منظوم شرح بعنوان 'الانس فی عیوب النفس' لکھی ہے۔ -5

رسالۃ الملامتیۃ -6

درجات المعاملات -7

آداب الصحبۃ وحسن العشیرۃ -8

آداب الفقر وشرائطہ -9

الفرق بین علم الشریعہ والحقیقۃ -10

مسالۃ درجات الصالحین -11

غلطات الصوفیہ -12

13- بیان زلل الفقراء و مواجب آدابھم

14- کتاب الفتوۃ

15- سلوک العارفین

16- مقدمہ فی التصوف

17- بیان احوال الصوفیہ

18- تہذیب الناسخ والمنسوخ فی القرآن لابن شہاب زہری

19- الاربعون فی اخلاق الصوفیہ

20- مسائل وردت من مکہ

21- وصیة

22- آداب الصوفیہ

23- کتاب السماع

24- حدیث السلمی

25- سوالات للدار قطنی عن احوال المشائخ والرواۃ

26- مقامات الاولیائ

27- الرد علی اھل الکلام

28- الفرق بین الشریعہ والحقیقہ

29- الفتوۃ

ان کے علاوہ سلمی کی بعض تصانیف اور بھی تھیں لیکن، وہ ضائع ہو گئیں۔ ان کی ضائع شدہ تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1- کتاب الزہد: اس کا تذکرہ خود سلمی نے طبقات الصوفیہ میں کیا ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے ارباب الاحوال یعنی صوفیہ سے قبل کے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں سے زہاد کا تذکرہ کیا ہے۔ (32)

2- آداب التغازی: اس کا تذکرہ حاجی خلیفہ نے کیا ہے۔

3- الاستشہادات: اس کا تذکرہ ابن الجوزی نے مراۃ الزمان میں کیا ہے۔

4- امثال القران: اس کا تذکرہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون ص 1634 اور ابن الجوزی نے کیا ہے۔

5- تاریخ اہل الصفہ: ابو نعیم اصفہانی نے اس کو اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں پورا نقل کیا ہے۔ اور الہجویری نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔

6- تاریخ الصوفیہ: طبقات الصوفیہ کے علاوہ ایک اور کتاب تھی جو اس سے پہلے لکھی تھی۔اس کے اقتباسات بعض کتابوں جیسے
تاریخ الاسلام ذہبی، نفحات الانس جامی میں ملتے ہیں۔

7- جوامع آداب الصوفیہ

8- محن الصوفیہ: اس کا تذکرہ ذہبی نے ذوالنون مصری (33) کے ضمن میں کیا ہے۔

9- مقامات الاولیائ: اس کا تذکرہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اور ابن عربی نے محاضرات الابرار میں کیا ہے۔

10- الاخوۃ والاخوات من الصوفیہ: اس کتاب کا تذکرہ خطیب بغدادی نے بکیر بن دراج کے ضمن میں کیا ہے۔

11- تاریخ الصوفیہ: یہ طبقات الصوفیہ کے علاوہ کوئی کتاب تھی۔ذہبی نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

12- سنن الصوفیہ: ابن جوزی ت نے تلبیس ابلیس میں اس کا ذکر کیا ہے۔

13- ذکرالنسوۃالمتعبدات الصوفیات

تاریخ تصوف میں سلمی کاایک معرکہ آراکام 'ذکرالنسوۃالمتعبدات الصوفیات' ہے یہ مختصر سی کتاب دراصل صوفی خواتین کے تذکرے کے لیے مختص ہے۔اس میں انھوں نے کم وبیش 80صوفی خواتین کاتذکرہ کیاہے۔خاص صوفی خواتین کے تذکرے پر یہ پوری میراث اسلامی کی واحد دستیاب کتاب ہے۔اس سے شاعرات کے تذکرے پرابوالفرج اصفہانی کی کتاب تو ملتی ہے لیکن اور کسی موضوع پر صرف خواتین کے بارے میں کوئی مستقل تصنیف نہیں ملتی۔ سلمی نے اس کے علاوہ ایک کتاب اور بھی لکھی تھی، جس کا نام 'الاخوہ والاخوات من الصوفیہ' تھا۔لیکن یہ کتاب ضائع ہوگئی۔زیر نظر کتاب اگرچہ محققین کے سامنے ہمیشہ رہی اور تاریخ کے پورے دورانیہ میں اس کے حوالے ملتے رہے ہیں۔لیکن عوام کے درمیان اس کاذکر زیادہ نہیں رہا۔اس کتاب کاواحد دستیاب مخطوطہ جامعۃالملک محمد بن سعودالاسلامیہ ریاض (سعودیہ عربیہ) کے کتاب خانے میں محفوظ ہے۔یہ نسخہ 474ھ کالکھاہواہے۔اس سے معلوم ہواکہ اس کی کتابت کم وبیش ایک ہزار سال پہلے ہوئی تھی۔اس نسخے کوسامنے رکھ کرڈاکٹر محمود محمد الطناحی نے اس پر مفید حواشی کے اضافے کے ساتھ اس کوشائع کیاتھا۔اس کے بعد مصطفی عبدالقادرعطانے طبقات الصوفیہ کے ساتھ شامل کرکے اس کو دوبارہ شائع کردیاہے۔

وفات

(34) ابوعبدالرحمن السلمی کی وفات اتوار کے دن 3 شعبان 412ھ، 1012 میں ہوئی۔

حواشی:

(1) شمس الدین ذھبی: سیر اعلام النبلا موسسۃ الرسالۃ بدون سنہ ص 24817

(2) عبدالرحمن جامی: نفحات الانس تحقیق محمود عابدی، طبع اصفہان ص 317

(3) ابوعبدالرحمن السلمی: ذکر النسوۃ المتعبدات الصوفیات ڈاکٹر محمود محمد الطناحی مکتبہ الخانجی قاہرہ 1993ء ص 34

(4) سیر اعلام النبلا ص 17/249

(5) سیر اعلام النبلا ص 12/247

(6) نفحات الانس ص 317

(7) سیر اعلام النبلا ص 17/217

(8) خطیب بغدادی: تاریخ بغداد تحقیق الدکتور بشار العواد، ص 13/120

247/ 17 سیر اعلام النبلاص(9)

24 /2 تاریخ بغداد ص(10)

24 ـ19 ابوعبدالرحمن السلمی: طبقات الصوفیہ تحقیق مصطفی عبدالقادر عطا، طبع دوم 2003ء مقدمہ (11)

17/249 سیر اعلام النبلا(12)

252 ابونعیم اصفہانی: حلیۃ الاولیاء دار الفکر بیروت بدون سنہ، ص (13)

433 تاریخ بغداد ص(14)

24817 سیر اعلام النبلاص(15)

30528 شمس الدین ذھبی: تاریخ الاسلام تحقیق ڈاکٹر عمر عبدالسلام تدمری، طبع دوم 1990ص(16)

(17) ابن الجوزی: المنتظم ص 68

(18) ابن العماد: شذرات الذھب دارالمسیرۃ بیروت طبع دوم 1979، ص 1963

(19) سیر اعلام النبلا 25017

(20) سیر اعلام النبلا 25217

(21) سیر اعلام النبلا ص 25517

(22) ایضا

(23) تاریخ بغداد، ص 2482

(24) طبقات الشافعیہ، 613

4337 تاریخ بغداد،(25)

24927 سیر اعلام النبلا(26)

30528 تاریخ الاسلام، ص(27)

24717 سیر اعلام النبلا ص(28)

30528 تاریخ الاسلام، ص(29)

1963 شذرات الذہب، ص(30)

24817 سیر اعلام النبلائ، ص(31)

3 طبقات الصوفیۃ، ص(32)

(33) سیر اعلام النبلاء ص 53411

(34) تاریخ بغداد، ص 443

(مضامین ڈیسک)